غلو اور غالی

حقیقت کیا ہے

الفقیہ الحکیم السید محمد احسن زیدی (مجتہد)

ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

غالی اور غُلُو

بسم الله الرحمن الرحيم

فضائل محمدؐ و آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کی نشرو اشاعت روکنے کے لئے ایک قدیم، گھریلو، مومنانہ حربہ؟

شیعہ سنی لیبل کے نظامِ اجتہاد نے محمدؐ و آل محمدؐ کو عام انسانی سطح پر لانے اور رکھنے کے لئے ہزاروں تدابیر اختیار کی تھیں۔ جو علمائے حقہ نے دلیل و براہین سے اور فداکاران محمدؐ و آل محمدؐ نے اپنی قربانیوں اور عقائد کے استحکام سے رفتہ رفتہ باطل کردیں۔ لیکن ایک تدبیر ایسی بھی ہے جس سے اچھے خاصے علمائے حقہ بھی متاثر ہوتے رہے ہیں۔ اور بڑے عاجزانہ انداز میں دبی دبی باتیں کرتے رہے ہیں۔ اور بعض بعض تو سینہ تان کر نظام اجتہاد کے سرُوں میں سرُ ملا کر شیطانی راگ الاپنے میں شامل ہوگئے ہیں۔ وہ **تدبیر** یہ ہے کہ:

۔''جس قول سے محمدؐ و آل محمدؐ انسانی عقل سے بلند ہو جائیں اس قول کو ''**غُلو**'' اور اس قائل کو ''**غالی**'' کہہ دو۔ پھر وہ احادیث سامنے رکھ دو جو حضرات آئمہ علیہم السلام نے ''**غُلو**'' اور ''**غالیوں**'' کی مذمت میں بیان کی ہیں''۔

اس طرح جو شیعہ اور سنی حضرات محمدؐ و آلِ محمدؐ کے فضائل و مناقب کو انتہائی حدود تک مانتے اور بیان کرتے ہیں اگر ایسے لوگ شیعوں میں ہوں تو انہیں اپنے شیطانی اور قدیم طریقہ کے مطابق ''**غالی**'' اور ''**مفوضہ**'' کہہ کر ان کی مذمت کی جائے اور اگر فضائلِ محمدؐ آلِ محمدؐ بیان کرنے والے اہلسنت میں ہوں تو انہیں ''**صوفیا**'' کہہ کر الگ کر دیا جائے اور فضائلِ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر لکھنے والوں اور ان کتابوں سب کو'' **غالی**'' اور ''**صوفی**'' کہہ کر ان سب کا راستہ روکا جائے۔

ہم نے اس تدبیر کا ستیاناس کرتے رہنا اپنا فریضہ قرار دیا ہے اس فریب کی نقاب کشائی کی ہے۔ اور قارئین حضرات کو اس تدبیر کے باطل کرنے کے لئے درج

ذیل دو مسلّمات کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

اوّل یہ کہ انسانی عقل ہمیشہ ترقی پذیر رہی ہے۔انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی حیثیت سے بھی۔لہٰذا آج سے پہلے کے اور آج تک کے عقلی مسلّمات وہ معیار نہیں ہیں جو دینی احکام وعلل پر محاکمہ کر کے حق و باطل پر آخری حکم لگا کر کوئی مادی دلیل قائم کر سکے۔ورنہ وحی والہام اور دین کی تمام بنیادیں مسمار کرنا پڑیں گی۔یہی نہیں بلکہ آج اس دنیا میں وہ تمام مسلّمات مضحکہ اور بچگانہ تصورات ثابت ہو چکے ہیں،جن پر صدیوں عقلا اور عقل انسانی اور تمام انسان متفق اور مطمئن رہ کر اپنی ترقی کے پروگرام بناتے چلے آئے تھے۔مثلاً ہواؤں،فضاؤں اور خلاؤں میں انسانی پرواز۔کائنات میں دور سے دور گزرنے والے حالات وبیانات کو آنکھوں کے روبرو بند کمروں میں پہنچانا،بلمشافہ بات چیت وسوال وجواب کرنا۔اور تمام مادی وٹھوس رکاوٹیں نظر کے راستے سے ہٹا دینا وغیرہ۔لہٰذا اگر محمدؐ وآل محمدؐ کی کوئی فضیلت کل یا آج سمجھ میں نہیں آئی یا نہیں آتی تو یہ اس فضیلت کے غلط ہونے یا **غُلو** کا ثبوت نہیں بلکہ انسانی عقل کی بیچارگی اور تنگ دامنی اور ترقی پذیر ہونے کا ثبوت ہے۔لہٰذا مجتہدین اگر اِسلام کی کسی حقیقت کو واقعی نہیں سمجھتے تو انہیں چاہئے کہ اصول فقہ کی چاردیواری کو خیرباد کہہ کر باہر روشنی میں آئیں اور اہل علم سے استفادہ کریں۔سائنس کی اس دنیا میں اور اس ایٹمی دور میں اپنے سکڑے ہوئے علم اور اپنی بگڑی ہوئی عقل کا کسی ڈاکٹر آف سائنس سے علاج کرائیں۔اور پھر باپرہیز زندگی اختیار کریں ۔اور محمدؐ وآلؑ محمدؐ کی بتائی ہوئی روحانی غذا کھائیں۔اپنی چیرہ دستیوں سے توبہ کریں۔اللہ سے ہدایت کی دعا مانگیں

شاید اُن پر رحم کر دیا جائے اور ان کے علم کی پھٹی ہوئی چادر میں پیوند لگا دیا جائے اور ان کی ہزار سالہ مردہ عقل پر قُم بِاِذنِیْ پڑھ دیا جائے۔

دوسرا مسلمہ یہ ہے کہ جو کچھ کلام اللہ اور کلامِ معصومؑ میں کہا گیا ہے۔ اگر ہم وہی کچھ کہیں اور اُن ہی الفاظ میں کہیں تو ہم نہ ''غالی'' ہیں نہ غلط گو ہیں۔ اور ہم مجتہدین پر یہی تقاضہ کرتے ہیں کہ آؤ ہم تم دونوں اس کے پابند ہو جائیں کہ جو کچھ کہیں گے۔ وہ وہی کچھ ہوگا اور اتنا ہی ہوگا جو اللہ و رسولؐ نے کہا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَo (5/44)

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَo (5/45)

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَo (5/47)

''۔اور جو کوئی اللہ کے نازل کردہ احکام سے فیصلے نہیں کرتے ایسے ہی لوگ ہیں جو حق پر پردہ ڈالنے والے مجرم یعنی کافر ہیں o

اور جو کوئی اللہ کے نازل کردہ احکام سے فتویٰ نہ دے وہ غلط کار (ظالم) ہے o

اور جو کوئی اللہ کے نازل کردہ احکام سے فتویٰ یا فیصلہ نہ دے وہی قانون شکن (فاسق) لوگ ہیں۔'' (5/44,45,47 سورۃ مائدہ)

کافر، ظالم، فاسق ہونا قابلِ نفرت جرم ہے لیکن فضائلِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا منکر، دشمنِ محمدؐ و آلِ محمدؐ ہونا ناقابلِ معافی جرم ہے۔

یہ نام نہاد علما نہ اللہ و رسولؐ کے احکام کے پابند رہے ہیں اور نہ رہ سکتے ہیں۔ ان پر ابلیس نے یہ واجب کر دیا ہے کہ وہ اللہ و رسولؐ کی صرف وہ بات مانیں جو طاغوت کو

پسند ہواور ہراس بات سے بچ کر نکل جانے کا انتظام کرلیں جو طاغوت کو ناپسند ہے۔

چنانچہ اللہ نے نظامِ اجتہاد کے دونوں بازوؤں یعنی مشرکین اور یہودیوں کی پوری اوردوہری اسکیم کو یوں ہم تک پہنچایا ہے کہ:۔

يَآ يُّهَا الرَّسُوْلُ لَايَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْآ اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْااسَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا..(5/41)

۔"اے رسولؐ تم ان لوگوں کی طرف سے رنج وملال نہ کرو۔جو بظاہر مومن بنے ہوئے ہیں اوردلوں میں کفر چھپائے ہوئے کفراورکافرانہ مذہب کو نافذ کرنے میں حدبھر کوشش کررہے ہیں۔اوران یہودیوں کی طرف سے بھی محزون نہ ہونا جو مذکورہ گروہ کے منصوبہ میں مُمِد ومُعاون ہیں ۔اورادھراس مرکزی قوم کے احکامات پر بھی عمل پیرا ہیں جوتمہارے پاس نہیں آئی اوراسی مقصد کے لئے تمہارے بیان کردہ اورقرآن میں نازل شدہ کلام کے مفاہیم بدل بدل کرلوگوں میں پھیلارہے ہیں۔اورقرآن میں مذکورہ قوم (25/30) کو یہ بتادیاہے۔کہ اگر رسولؐ تمہیں یہی تعبیرات اورمفاہیم بتائے تو قبول کرلیا کرواوراگراُن تعبیرات ومفاہیم کے خلاف کچھ اور بتائے تو انکار کئے بغیر بچ کررہا کرو"۔

قارئین دیکھیں کہ ہمارے مجتہدین،خواہ شیعہ ہوں خواہ سُنی ہوں ،قرآن میں مذکوراسی پالیسی پر عمل کرتے ہیں۔یعنی قرآن کا انکارنہیں کرتے تاکہ کفرچھپا رہے۔مگر یہ نہیں مانتے کہ قرآن میں ہرہرچیز کا بیان موجود ہے۔(16/89) بلکہ اس میں یہ تبدیلی اوراضافہ کرکے مانتے ہیں کہ ہرہرچیزنہیں بلکہ یہاں اللہ کا منشا یہ ہے

کہ روزہ نماز و دین کے مسائل کی ہر چیز بیان ہوئی ہے۔ پھر وہ یہ بھی نہیں مانتے کہ قرآن میں ہر ہر چیز کی تفصیل موجود ہے (12/111) یا یہ کہ قرآن ایک مفصل کتاب ہے (6/114انعام) وہ کہتے ہیں کہ یہاں بھی کائنات کی ہر تفصیل مقصود نہیں ہے۔ بلکہ دینی احکام کی تفصیل مذکور ہے۔ اگر ہم ان سے یہ پوچھتے ہیں کہ تمہیں یہ اطلاع کہاں سے اور کس ذریعہ سے ملی ہے تو وہ اپنی عقل، اپنے اصول فقہ اور اپنے زیغ سے متشابہت والی آیات اور بیانات کا ڈھیر لگادیتے ہیں۔ اور جب موڈ میں ہوتے ہیں اور کوئی خطرہ سامنے نہیں ہوتا تو یہاں تک مان لیتے ہیں کہ قرآن میں دین کے بھی تمام احکام کی تفصیل نہیں ہے۔ چنانچہ اُن کی بنائی ہوئی فہرستیں موجود ہیں۔ نماز کی رکعات۔ زکوٰۃ کی تفصیلات۔ نماز کی ترتیب اور لاکھوں دینی احکام کی نفی کردیتے ہیں۔ یعنی مذکورہ بالا تینوں آیات کے اس مفہوم کا بھی انکار کردیتے ہیں جو ہمارے دباؤ سے تسلیم کیا تھا۔ لہٰذا وہ نہ قرآن کو قرآن کے الفاظ کے ساتھ مانتے ہیں نہ حدیث کے الفاظ پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ نام کتاب اور سُنت کا لیتے ہیں۔ لیکن ایمان قرآن کے ارشاد (5/41) کے مطابق طاغوتی اور خودساختہ تعبیرات پر رکھتے ہیں۔ آمنا بِالرسولؐ والقرآن دلوں میں نہیں زبانوں پر ہے۔ ایک بار پھر سنئے۔ حدیث میں معصومؑ کے الفاظ دیکھئے پھر ہمارا ترجمہ پڑھئے اور کسی مجتہد سے یا کسی عربی جاننے والے کو ہمارا ترجمہ دکھایئے اور پوچھئے کہ ترجمہ میں کسی لفظ کا غلط ترجمہ کیا ہے؟ اگر ہمارا ترجمہ حدیث کے الفاظ کے مطابق ہے تو مجتہد سے کہئے کہ وہ حدیث پر ایمان لائے۔ اور وہ سب کچھ کھلے دل سے تسلیم کرے جو حدیث اور امامؑ چاہتے ہیں۔ سنئے کہ پانچواں اور چھٹا امام علیہما السلام فرماتے ہیں۔

عن ثعلبۃؓ بن میمون عن زرارۃؓ انه سمع اباجعفر و اباعبداللّٰہ علیهما السلام یقولان : ان اللّٰہ تبارك و تعالی فوض الی نبیهٖ امر خلقهٖ لینظر کیف طاعتهم ثم تلا هذه الآیة ''مَاآتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔(حشر 59/7)(کافی کتاب الحجة باب التفویض)(ظفر جلداول صفحہ 306)

۔''ثعلبہؓ نے زرارہؓ سے اور اُنہوں نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے سنا کہ دونوں نے فرمایا ہے کہ اللہ نے اپنی مخلوق کا کام یا حکم یا اقتدار یا دین یا انتظام یا معاملہ اپنے نبیؐ کو سپرد کر دیا تا کہ اللہ یہ دیکھے کہ اس کی مخلوق اس کے نبیؐ کی کیسی اطاعت کرتی ہے؟ یہ فرما کر دونوں نے سورہ حشر کی ساتویں آیت پڑھی۔ جو کچھ رسوؐل تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے باز رکھے باز رہو''۔

قارئین کرام انصاف کریں کہ اگر ہم اردو میں یہ کہیں کہ :۔

1۔کائنات کی تمام مخلوقات پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت واجب ہے۔

2۔تمام مخلوقات اپنے ہر معاملہ اور ہر ضرورت میں آنحضرؐت کی رضاجوئی پر مامور ہے۔

3۔کسی مخلوق کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ کوئی چیز بھی محمدؐ کے علاوہ کسی اور سے لے سکے۔ اور جو چیز محمدؐ کے نزدیک ناپسندیدہ ہو اُسے لے سکے اور اس سے باز نہ رہے۔

4۔اور جو کچھ کسی مخلوق کے پاس ہے۔اور اللہ اس سے خوش ہے۔تو ماننا پڑے گا کہ وہ چیزیں محمدؐ نے دی ہیں اور ان کی رضامندی اور خوشی سے لی گئی ہیں۔

5۔اور چونکہ مخلوق کا وجود محمدؐ کی ظاہری پیدائش سے لاکھوں سال پہلے سے ہے۔لہٰذا لازم ہے کہ روزِ اول سے تمام مخلوق کو جو کچھ ملا وہ محمدؐ سے ملا ہو۔

اب ہم کلام اللہ کے الفاظ میں چند دعاوی پیش کرتے ہیں۔مثلاً

(1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قرآن کے اور ہمہ قسمی دانش وحکمت کے معلم تھے اس لئے کہ قرآن نے یہ دعویٰ کیا ہے۔(بقرہ 2/151,239)

(2) اور یہ کہ قرآن کریم پوری کائنات کی ہر ہر چیز اور ہر حالت اور واقعہ کا علم اور تفصیل اپنے اندر محفوظ رکھتا اور بیان کرتا ہے۔

(یوسف 12/111)،(نحل 16/89)،(انعام 6/59)

(3) لہٰذا ہمارے رسولؐ کائنات کی کسی گزشتہ، موجودہ اور آئندہ ہر چیز اور واقعہ کی تفصیلات سے ناواقف نہ تھے۔(نساء 4/113)

(4) اور یہی ثبوت ہے اس حقیقت کا کہ آپؐ تمام گزشتہ، موجودہ اور مستقبل میں آنے والے افراد انسانی اور امتوں کے اعمال و اقوال پر چشم دید گواہ بنائے گئے (نحل 16/89) اور ہر قوم کی ہدایت پر مامور ہوئے۔(الرعد 13/7)

(5) اور اپنے مشن کو جاری رکھنے کیلئے تمام ماضی وحال و مستقبل کے علوم سے اپنی امت کے افراد کو مرصع اور تیار کیا تا کہ وہ نوع انسان کے ہر سوال کا، ہر ضرورت کا حل پیش کرتے رہیں۔(بقرہ 2/151,239) اور (نحل 16/43)

(6) اور جن حضراتؑ کی منشا، منشائے خداوندی ہو۔(دھر 76/30)

(7) جن حضراتؑ کی ہر بات رسولؐ اللہ کی طرح وحی خداوندی کہلائے۔(نجم 4۔53/3)

(8) اور جن حضراتؑ کی کسی بات میں گمراہی کا شائبہ تک نہ ہو۔(نجم 2۔53/1)

(9) اور یہ واجب کر دیا کہ ہر سوال، ہر مسئلہ، ہر حکم اور ہر فیصلہ کلام اللہ کے الفاظ میں برقرار رکھا جائے اور جو اس کے خلاف عمل کرے وہ فاسق و ظالم و کافر کہلائے۔ (سورۃ مائدہ 47۔5/44)

بتائیے ہم نے مندرجہ بالا قرآن وحدیث کے مفاہیم اور الفاظ سے کہاں تجاوز کیا ہے؟

اوراگر تجاوز نہیں کیا؟ تو کسی شیعہ عالم کو یہ حق کہاں سے اور کیسے ملے گا کہ وہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو غلط کار قرار دے؟ اور جب کہ امت مسلمہ کی کثرت کا یہی عقیدہ چلا آ رہا ہو۔

(2) غلو اور غالی کا استعمال اور معانی معصومؑ کی زبانی

یہاں قارئین دیکھیں گے کہ یہ الفاظ کتنے قدیم ہیں اور ان کا صحیح استعمال کہاں کیا جانا چاہیئے؟ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام کفر کی اصطلاح کو بیان کرتے ہوئے غلو کو کفر کی چار بنیادوں میں سے ایک بنیاد قرار دیتے ہیں۔ حدیث سنئے کہ جناب سلیم بن قیس الھلالی بتاتے ہیں کہ:۔

عن سلیم بن قیس الھلالی عن امیرالمومنین صلوات اللّٰہ علیہ قال: بنی الکفر علٰی اربع دعائِم ۔الفسق وَالغلو والشک والشبھة.... والغلوُّعَلٰی اربع شعب۔ عَلَی التعمق بالرَّای ۔والتنازع فیہ۔والزیغ۔والشقاق۔فمن تعمق لم ینب الَی الحق ولم یزدد اِلّا غرقاً فی الغمرات ولم تنحسر عنہ فتنة الّاَغشیتہ اخرٰی،وانخرق دینہ فھو یھوی فی امر مریج،ومن نازع فی الرَّای وخاصم شھر بالعثل من طول اللجاج ومن زاغ قبحت عندہ الحسنة وحسنت عندہ السیئة ومن شاق اعورت علیہ طرقہ واعترض علیہ امرہ،فضاق علیہ مخرجہ اذالم یتبع سبیل المومنین..........۔ (ظفر جلد 2 صفحہ 402-401)(کمرئی جلد 4 صفحہ 114 تا 116)

جناب علیؑ مرتضی نے فرمایا کہ کفر چار ستونوں پر قائم ہے (1) فسق اور (2) الغلو (3) الشک (4) شبہ''۔ اس کے بعد آپ نے چاروں کو الگ الگ بیان فرماتے ہوئے غلو کے لئے یہ بیان دیا کہ:۔''**غُلُو** کے چار الگ الگ شعبوں میں سے

(1) اپنی یا کسی کی رائے کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ڈوب جانا۔

(2) پھر رائے کے الگ الگ شاخیں نکال لینا۔

(3) ذاتی مقاصد کو پہلے سے قلب و ذہن میں جما لینا۔

(4) کسی ایک حقیقت کو توڑ توڑ کر ٹکڑوں اور حصوں میں ترتیب دینا۔

چنانچہ جو بھی، کسی بھی رائے کو حقیقت قرار دے کر اس میں اترتا چلا جائے وہ حق تک نہیں پہنچ سکتا۔ باطل کی امواج اسے غرق کر دیتی ہیں۔ اور وہ ایک فتنہ سے نکلنے نہیں پاتا کہ دوسرا فتنہ اسے لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اور اس کے دینی جذبہ کو تباہ کر دیتا ہے۔ اور وہ شخص تشویش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص رائے میں نزاع پر قائم ہو جاتا ہے۔ اور اختلاف کرنے والوں سے برسرِ پیکار ہوتا ہے۔ وہ اپنی حماقتوں میں شہرت حاصل کر لیتا ہے۔ اور اسے مسلسل ندامتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور جو شخص اپنے قائم کردہ تصورات کی حقانیت پر اڑ جاتا ہے۔ اس کے نزدیک غلط روش صحیح اور راست روی غلط ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص مومنین کے لئے مقرر شدہ راہ سے ہٹ کر افتراق و انتشار کی راہ اختیار کرتا ہے۔ اس پر خود اس کا اپنا عمل درآمد ملامت کرتا ہے۔ اور راہ راست اختیار کئے بغیر اس کا بچ نکلنا ممکن نہیں رہتا ہے"۔

(3) قرآن کریم اور علماء نے غُلُو کے متعلق کیا فرمایا ہے، غلو و غالی کب سے موجود ہیں

قارئین کرام نے حضرت علی علیہ السلام کی زبانی غلو اور غالی کی مکمل تعریف (DEFINITION) اور اس کا ہر پہلو دیکھ لیا۔ اور اس پوری تفصیل کا لبِ لباب یا نچوڑ یہ ہے۔ کہ انسان کا اپنی ذاتی یا جماعتی عقل و بصیرت اور رائے کو آخری اور حتمی اور یقینی فیصلہ کا ذریعہ سمجھ کر باقی تمام دلائل و حقائق کو اپنی صوابدید کے ماتحت رکھنا۔ قرآن اور رسولؐ کے کلام کو معیار بنانے کے بجائے اپنی رائے کو معیار بنانا۔ اور جو اُن کی اپنی رائے ہو، اللہ و رسولؐ کو اُس کے ماتحت رکھنا۔ اپنی رائے میں تبدیلی نہ کرنا

آیت وحدیث کے معنی ومفاہیم کو اپنی رائے کے مطابق بدل لینا۔اوران تبدیل کردہ مفاہیم پر اڑ جانا ۔اور جولوگ آیت یاحدیث کے حقیقی مفہوم پر متوجہ کریں ان سے جھگڑنا اوراپنی رائے کی طرفداری میں اس حدتک پہنچ جانا کہ مسلمانوں میں تفرقہ (**شقاق وخرق**) پیدا ہوجائے ۔اس بیان کو سامنے رکھیں اوراب قرآن کریم سے غلو اورغالی کی عملی صورت اورمواقع ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ نے فرمایا ہے کہ:۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَاتَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَاتَقُوْلُوْاعَلَى اللّٰهِ اِلَّاالْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ......وَلَاتَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْاخَيْرًالَّكُمْ ......سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ

(الخ)(نساء 4/171)

''اے اہل کتاب اپنے دین میں **غُلُو** نہ کرواوراللہ کی طرف حق کےسوا کوئی بات منسوب نہ کرو۔ مسیح عیسیٰؑ ابن مریم اس کے سوا کچھ نہ تھے کہ اللہ کے ایک رسولؑ تھے اورایک فرمان تھے۔ جواللہ نے مریمؑ کی طرف بھیجا تھا۔اورایک روح تھی اللہ کی طرف سے (جس نے مریم کے رحم میں بچہ کی شکل اختیار کی) پس تم اللہ اوراُس کے رسولوںؑ پر ایمان لاؤ اورنہ کہو کہ ''تین'' ۔ ہیں ۔بازآجاؤ۔ یہ تمہارے ہی لئے بہتر ہے۔اللہ تو بس ایک ہی خدا ہے۔ وہ بالاتر ہے اس سے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو۔زمین اورآسمان کی ساری چیزیں اُس کی مِلک ہیں اوران کی کفالت اورخبرگیری کے لئے بس وہی کافی ہے''۔(4/171)

اگلی سورہ میں فرمایا ہے کہ:۔

قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَاتَغْلُوْافِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَالْحَقِّ وَلَاتَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ

قَدۡ ضَلُّوۡا مِنۡ قَبۡلُ وَاَضَلُّوۡا كَثِيۡرًا وَّضَلُّوۡا عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ O (مائدہ 5/77)

''کہو اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق **غُلُو** نہ کرو اور ان لوگوں کے تخیّلات کی پیروی نہ کرو جو تم سے پہلے خود گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور **سواء السبیل** سے بھٹک گئے''۔

ان دونوں آیات کا ترجمہ **علامہ مودودی** صاحب (تفہیم جلد اول) کے قلم سے لکھا گیا ہے۔تاکہ علامہ کی تحقیق پیش کی جاسکے پہلے آپ شیعہ مترجمین کا بیان سن لیں۔

مقبول احمد صاحب نے لکھا ہے کہ: 1۔''یعنی جو حد خدا نے باندھی ہے۔اس سے تجاوز مت کرو جیسے حضرت عیسیٰؑ کو حدِّ نبوت سے بڑھا ہوا اور حدِّ اُلوہیّت پر فائز جانتے ہو''۔(5/77)

امداد حسین کاظمی نے لکھا ہے کہ : 2۔''تفسیر صافی صفحہ ۱۴۴ پر ہے کہ تم اس حد سے تجاوز نہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت کی حد سے بڑھا کر الوہیّت کی حد تک بلند نہ کرو۔یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبیؑ ہی مانو جو خدا تعالیٰ نے بنایا ہے۔اسے خدا ہی نہ سمجھ لو''۔(5/77)

علامہ مودودی نے وضاحت میں فرمایا کہ: 3۔''یہاں اہل کتاب سے مراد عیسائی ہیں۔ اور غلو کے معنی ہیں کسی چیز کی تائید وحمایت میں حد تک گزر جانا۔یہودیوں کا جرم یہ تھا کہ وہ مسیح کے انکار اور مخالفت میں حد سے گزر گئے اور عیسائیوں کا جرم یہ ہے کہ وہ مسیح کی عقیدت اور محبت میں حد سے گزر گئے''۔(4/171)(تفہیم جلد اول صفحہ 427)

دوسری آیت پر یہ نوٹ دیا کہ:۔

4۔''اشارہ ہے۔ان گمراہ قوموں کی طرف جن سے عیسائیوں نے غلط عقیدے اور

باطل طریقے اخذ کیئے ۔خصوصاً فلاسفہ یونان کی طرف جن کے تخیلات سے متاثر ہوکر عیسائی اُس صراط مستقیم سے ہٹ گئے جس کی طرف ابتداءًان کی راہنمائی کی گئی تھی ۔ مسیح کے ابتدائی پیرو جوعقائد رکھتے تھے۔ وہ بڑی حدتک اس حقیقت کے مطابق تھے جس کا مشاہدہ انہوں نے خود کیا تھا۔اور جس کی تعلیم ان کے ہادی وراہنما نے ان کو دی تھی ۔مگر بعد کے عیسائیوں نے ایک طرف مسیح کی عقیدت اور تعظیم میں **غلو** کرکے، اور دوسری طرف ہمسایہ قوموں کے اوہام اور فلسفوں سے متاثر ہوکر ،اپنے عقائد کی مبالغہ آمیز فلسفیانہ تعبیریں شروع کردیں۔اور ایک بالکل ہی نیا مذہب تیار کرلیا جس کو مسیح کی اصل تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہ رہا''۔(تفہیم جلد اول صفحہ 491)

اس کے بعد علامہ نے عیسائی مفکر کے بیانات لکھے ہیں۔اور ثابت کیا ہے کہ عیسائیوں کے غلو پر انجیل سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ہم ان بیانات میں سے چند ایسے جملے لکھتے ہیں جو براہ راست ہمارے عنوان سے متعلق ہیں۔

اول:۔''لیکن بلاشبہ وہ سینٹ پال ہی تھا۔جس نے اس خطاب کو پورے معنی میں بولنا شروع کیا۔پھر اپنے مدعا کو اس طرح اور بھی واضح کردیا کہ :

۔''**خداوند یسوع مسیح**''۔کی طرف سے بہت سے وہ تصورات اور اصطلاحی الفاظ منتقل کردیئے جو قدیم کتب مقدسہ میں ۔''**خداوند یَھُوَہٗ** (اللہ تعالی) کے لئے مخصوص تھے''۔(ایضاً صفحہ 494)اور

دوم:۔''عقیدہ تثلیث کا فکری سانچہ یونانی ہے۔اور یہودی تعلیمات اس میں ڈھالی گئی ہیں ۔ مذہبی خیالات بائبل کے اور ڈھلے ہوئے ایک اجنبی فلسفے کی صورتوں میں''۔(صفحہ 194)

سوم :۔ ''تاہم یہودی لٹریچر میں یہ لفظ (روح القدس) شخصیت اختیار کرنے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ پس اس عقیدے کا مواد یہودی ہے۔ اور مسئلہ خالص یونانی ہے''۔ (صفحہ ۱۹۴) اس کے بعد علامہ کا ریمارک پڑھنے کے قابل ہے۔ ''پھر جب فلسفہ کی ہوا مسیحیوں کو لگی تو بجائے اس کے کہ یہ لوگ اس ابتدائی گمراہی کو سمجھ کر اُس سے بچنے کی سعی کرتے۔ انہوں نے اپنے گذشتہ پیشواؤں کی غلطیوں کو نبھانے کے لئے ان کی توجیہات شروع کر دیں اور مسیح کی اصلی تعلیمات کی طرف رجوع کئے بغیر محض منطق اور فلسفے کی مدد سے عقیدے پر عقیدہ ایجاد کرتے چلے گئے۔ یہی وہ ضلالت ہے۔ جس پر قرآن نے اُن آیات میں مسیحیوں کو متنبہ فرمایا ہے''۔

(تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 495)

(4) قرآن کریم اور علماء کے بیان پر ہماری چند باتیں

سب سے پہلے آخری بات نوٹ کرلیں کہ مسیحی علماء نے اپنے ذاتی تصورات ومعلومات اور عقلی بصیرت سے جو رائے قائم کر لی تھی۔ وہ نہ صرف اس پر قائم رہے بلکہ اس رائے کی گہرائی میں اترنے کے لئے منطق وفلسفہ سے مدد لی۔ توریت اور یہودی مجتہدین کا اجتہاد اختیار کیا۔ اور اس گمراہی میں برابر الجھتے اور حق سے دور ہی دور ہوتے چلے گئے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے بیان کو صحیح ثابت کر دیا۔ یعنی معصومؑ نے سابقہ اقوام وسابقہ اجتہاد اور رائے کو خوب سمجھ کر غلو کی تفصیل بیان کی تھی۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ عیسائیوں میں بھی نئے فرقے اور انتشار پیدا ہوگیا۔ اور پھر یہ نوٹ کریں کہ عیسائیوں میں تثلیث کے عقیدے کا موجودہ انجیل سے بھی ثبوت نہیں ملتا۔ نہ کہیں تین خداؤں کا ذکر ہے۔ نہ تینوں کے ایک ہونے کی بات ہے۔ نہ حضرت عیسیٰؑ نے کوئی ایسا لفظ بولا ہے۔ جو انجیل میں ہو اور اس کے معنی

خدا ہوتے ہوں۔اور آخری بات یہ ہے کہ غالی اور **غُلُو** شیعوں نے ایجاد نہیں کیا بلکہ یہ بیماری اس وقت سے موجود ہے ۔ جب سے نظام اجتہاد نے انبیاء علیہم السلام کے مذاہب میں داخلی تخریب شروع کی تھی اور اُمتوں کو حریت عقل ورائے پر جم جانے کا سبق دیا تھا اور کتب خداوندی اور انبیاءؑ کے الفاظ میں منفی اجتہاد (شیعہ سنی والا) یا مثبت اجتہاد (شیخیوں والا) سکھایا تھا۔لہٰذا یہ بات واضح ہوگئی کہ **غُلُو کرنے والا غالی** اپنی بنیاد میں مجتہد ہوتا ہے ۔ جو اصول فقہ، تقاضائے وقت، مصلحت ومفاد عمومی، الفاظ کی بحث، قرینہ حالی ومقالی، منطق وفلسفہ وغیرہ کی مدد لے کر قرآن یا حدیث میں غوطہ لگاتا ہے ۔اور پھر اپنی انفرادی واجتماعی عقل وبصیرت سے ایک رائے قائم کرتا ہے ۔ اور اسے اللہ ورسولؐ کا فیصلہ سمجھ کر اپنے مقلِّدین پر نافذ کرتا ہے ۔اور جو شخص اس کی رائے سے اختلاف کرے اور بے چون وچرا عمل نہ کرے اسے اِسلام سے خارج اور جہنمی کہتا ہے۔اس کے برخلاف حقیقی شیعوں کا یہ عقیدہ اور مذہب اور عملدرآمد ہے کہ وہی کہو جو اہلبیتؑ یا معصومینؑ نے فرمایا ہے۔یا آیت میں اللہ نے کہا اور ان ہی الفاظ میں کہو جو کلام اللہ یا کلام معصومینؑ میں استعمال ہوئے ہوں۔اور اپنی ذاتی عقل وبصیرت ومصلحت کو صرف کلام اللہ اور کلام معصومؑ کو سمجھنے اور عمل کرنے کی راہیں نکالنے میں صرف کرو۔اور آیت یا حدیث ایسی حالت میں بھی بلا چوں وچرا قبول کرو جب کہ وہ سابقہ معلومات کے خلاف بھی ہو۔ناگوار ہی کیوں نہ گذر رہی ہو۔کسی اور آیت یا حدیث کے خلاف ہی کیوں نہ معلوم ہو رہی ہو۔ایسے لوگوں سے **غُلُو** کا کوئی تعلق اور مناسبت نہیں ہوسکتی۔لہٰذا شیعہ مجتہدین خود غالی ہیں۔ان کا پورا نظامِ اجتہاد **غُلُو** کی بنیاد پر تعمیر ہوتا ہے۔وہ جہاں دل چاہتا ہے اور مفید ہوتا ہے محمدؐ وآل محمدؐ کی توہین میں **غُلُو** کرتے ہیں اور جہاں یہ مفید نہیں ہوتا وہاں شیخیوں کی طرح مدح وثنا میں غلو کرتے

ہیں۔ بہرحال مجتہدین ہی کے یہاں غلواور غالی کو بار ملتا ہے۔ شیعوں میں نہیں۔

(5) شیعہ مجتہدین نے حقیقی شیعوں کے خلاف غلو کا حربہ استعمال کیا تھا

یہاں ہم قارئین کو شیعہ مجتہدین کے ایک ہزار سال پہلے کا وہ مرکزی مقام دکھاتے ہیں۔ جہاں سے محمدؐ وآلِ محمدؐ صلوٰت اللہ علیہم اور مذہب شیعہ کے خلاف منصوبے بنا کر مجتہدین کو دیئے جاتے تھے۔ اور کوشش کی جاتی تھی۔ کہ محمدؐ وآلِ محمدؐ کو ان کے مقام بلند سے اتار کر عام انسانی سطح پر لایا اور رکھا جائے اور یہ سب کچھ ایک ایسی کتاب سے پیش کرتے ہیں جو 1294 ہجری میں شائع ہوئی تھی۔ یعنی ایک سو تین سال پہلے کے شیعوں کا مذہب بھی یہی تھا جو ہم پیش کرر ہے ہیں۔ سنئے: ترجمہ کتاب مذکور کا:

لایخفی ان کثیراً من القدماء سیماالقمیین کانت لهم اعتقادات خاصة فی الائمةؑ بحسب اجتهاد هم لا یجوزون تعدی عنهاویسمون التعدی"**غلواً وارتفاعاً**"حتی انهم جعلوا **نفی السهو** عن النبی"**غلوًا**"بل ربما جعلواالتفویض المختلف اليهم (عليهم السلام)ومثل خوارق العادات عنهم اوالاغراق فی **جلالتهم**(ؑ)وذکر علمهم **بمکنونات السماء والارض** ارتفاعاً وموثاً للتهمة وذلك لان الغلاة کانوامختلفین فی الشیعة ومخلوطین بهم مدلسین انفسهم علیهم و"ادعاء" ارباب ذلك القول کونه منهم اورروایتهم عنه وربما کانوا المنشاء روایتهم المناکیرالی غیرذلك وبالجملة الظاهر ان القدماء مختلفین فی المسائل الاصولیة وربما کان شیءٍ عند بعضهم فاسداً وکفراوغلواً وعند آخرین عدمه ،بل مما یجب الاعتقاد۔(کتاب اسماء الرجال ابوعلیؒ)

"مخفی نہ رہے کہ اکثر قدماء خصوصاً علمائے اہل قُم کا اعتقاد خاص تھا، درباب آئمہؑ کے

بحسبِ اجتہاد اپنے اپنے وہ نہیں تجویز کرتے تھے اندک زیادتی کو اور موسوم کرتے تھے اس کو غالی اور اہل ارتفاع حتیٰ کہ مسئلہ نفی السھو عن النبیؐ کے معتقد کو غالی کہتے تھے۔ اور قلیل علمائے قم نے تفریق کیا معنی میں تفویض کے اور ہر ایک نے سوئے آئمہؑ اضافت دے کر علامت۔ ''فرقۂ مفوضہ''۔ کے قائم کیا مثل خوارق عادات واغراق جلالت یا علم بمکنونات سماوارض کا وہ اُس کے مُقِر کو اہلِ اِرتفاع کہتے تھے۔ ولایق تہمت عقائد مذکور کا ٹھہراتے تھے۔ واہل غلات فرقہ شیعہ میں مخفی و مستور و مخلوط تھے۔ مابین۔ ''روّات ومحدثین''۔ شیعہ اور اکثر روایات مناکیر مروی ان لوگوں سے ہوئی ہیں۔ اور قدماء مسائل اصولیہ میں مختلف تھے۔ اور بعض وہی چیزیں ایسی تھیں کہ انہیں بعضوں کو نزدیک اس مقر کو فاسد العقیدہ و کافر و غالی تصور کرتے تھے۔ اور نزد علمائے متاخرین عدل و توثیق اس راوی کی ہوئی''۔

(کتاب مجمع البحرین فی ادلة الفریقین صفحہ 800)

(الف) سوسال قدیم اردو، مجتہدانہ ترجمہ اور عربی وفارسی دانوں کے لئے بیان کی وضاحت

قارئین کرام اس ترجمہ کو اس لئے لکھا گیا کہ ہم پر بددیانتی کا الزام نہ آنے پائے۔ اور اس لئے بھی قارئین قدیم عالمانہ اردو زبان کو بھی دیکھ سکیں۔ ورنہ اس ترجمہ میں عربی عبارت کی منشا و مراد کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ کتاب کا مصنف یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ جس طرح ہمارے مخالفوں کے یہاں غلط روایات ہیں۔ ہمارے یہاں بھی غلط روایات ہیں۔ آؤ دونوں مل کر صلح کرلیں۔ اس کتاب کے مقاصد میں مصنف

نے یہ مقصد بیان کر دیا ہے کہ دونوں فریق ،شیعہ اور سنی میں حقیقتاً لفظی اختلافات ہیں ۔لہٰذا اس اختلاف کو دور کر کے مل بیٹھنا چاہیئے ۔اس مقصد کے لئے مصنف نے یہ سب سے بڑے سائز کے نوسواڑسٹھ (968) صفحات کی کتاب لکھی ہے ۔اور دونوں فریق کے اعتراضات اور دونوں طرف سے دئے ہوئے جوابات کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے ۔اور چونکہ یہ علماء کے لئے لکھی گئی ہے ۔لہٰذا دس دس بارہ بارہ صفحات پر مسلسل عربی یا فارسی کی عبارات اور حوالجات لکھتے گئے ہیں ۔اور دو تین سطریں بطور ترجمہ آخر میں لکھ دیتے ہیں ۔گویا اس کتاب کو پڑھنے والا ہر شخص عربی اور فارسی سمجھتا ہے ۔اسی اصول پر مندرجہ بالا ترجمہ کیا ہے ۔اور بہت سے الفاظ کو بلا ترجمہ کئے ترجمہ میں لکھ دیا ہے ۔مثلاً :۔

''**مسئلہ سھو عن النبی**ؐ'' اگر اس جملہ کا ترجمہ کیا جاتا تو قم کے مجتہدوں سے شیعوں کے دل میں مستقل نفرت پیدا ہو جاتی ۔2۔**قدماء**۔**3**۔**اغراق جلالت** ۔4۔ **خوارق عادات**۔**5**۔**علم بمکنونات** وغیرہ پھر ترجمہ میں یہ جملے موجود ہیں ۔1۔**فرقہ مفوضہ**۔ 2۔**رواۃ ومحدثین شیعہ**۔ یہ عربی کے جملے ہیں جو خود ترجمہ میں بڑھا دیئے ہیں اور اصل عربی عبارت میں ان کا کہیں وجود نہیں ہے ۔الغرض ہم مجبور ہوئے کہ عربی عبارت کا صحیح مفہوم آسان زبان میں اپنے قارئین کے روبرو پیش کریں تاکہ قارئین یہ دیکھیں کہ مصنف نے علامہ ابو علیؒ کی کتاب سے یہ عبارت ایک غلط اور باطل مقصد کے لئے اٹھائی تھی ۔اور عبارت کی پوری روح کو تباہ کر کے وہ مقصد حاصل کیا جو اُس عبارت میں موجود نہ تھا۔ ذرا کسی عربی دان شخص کو یہ عربی کی عبارت دکھائیں

اور خود بھی دیکھیں کہ اس میں ایک لفظ ''اِدَّعَاء'' موجود ہے۔ جس کے معنی کوئی غلط دعویٰ کرنے کے ہوتے ہیں۔ اس لفظ کا مترجم و مصنف نے ترجمہ کیا ہوتا تو معلوم ہوتا کہ قم کے مجتہدین یہ غلط دعویٰ کرتے تھے کہ شیعوں میں غالی یا غلات چھپے ہوئے ہیں۔ بہرحال آیئے ہم دکھاتے ہیں کہ علامہ ابوعلی رضی اللہ عنہ نے کیا بتانا چاہا تھا؟۔

عربی عبارت کا حقیقی مفہوم

علامہ ابوعلیؒ یہ کہہ کر بات شروع کرتے ہیں کہ :۔ ''شیعوں سے یہ مخفی نہ رہے''۔ یعنی یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے چھپایا جارہا تھا کہ شہر قم ملک ایران کے شیعہ مجتہدین کی کثرت محمدؐ اور آئمہ علیہم السلام کے متعلق تمام شیعہ علماء اور عوام سے الگ عقیدہ رکھتی تھی۔ اور ان کے وہ مخصوص اعتقادات ان کی مجتہدانہ ذہنیت کی وجہ سے قائم ہوئے تھے۔ اور انہوں نے اپنے طے کردہ عقائد سے آگے بڑھنے کا نام۔ ''غُــلُــو''۔ رکھ دیا تھا۔ وہ کسی شیعہ کو اپنے مجتہدانہ عقائد میں اضافہ کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے اور نہ ہی جائز سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک (معاذ اللہ) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلطی اور بھول چوک سے معصوم نہ تھے۔ آنحضرتؐ کو بھول چوک (سہو و نسیان) اور غلطی سے معصوم ماننے کو بھی۔ ''غُــلُــو''۔ اور۔ ''ارتفاع''۔ (مرتبہ بلند کرنا) قرار دیتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ قم کے مجتہدین محمدؐ و آئمہؐ کے لئے مسئلہ تفویض میں بھی باقی علمائے شیعہ اور شیعہ عوام سے مختلف عقائد رکھتے تھے۔ مثلاً وہ یہ نہ مانتے تھے۔ کہ محمدؐ اور آئمہؐ کو زمین و آسمان کے وہ علوم یا علم حاصل ہے جو عام انسانوں سے پوشیدہ ہے۔ یعنی جس طرح عام انسان علم کائنات سے جاہل ہیں۔ اسی طرح (معاذ اللہ) محمدؐ و آئمہؑ بھی جاہل ہیں۔ وہ یہ بھی نہ مانتے تھے کہ محمدؐ و آئمہؐ سے

کوئی خرق عادات یعنی معجزہ ظہور میں آ سکتا ہے۔ اور محمدؐ و آئمہؑ کو اُن علوم کا عالم یا صاحبان معجزہ ماننے کو بھی **غُلو** اور **ارتفاع** قرار دیتے تھے۔ اور اُن تمام شیعہ عوام اور علما پر **غالی اور مُفوّضہ** ہونے کی تہمت لگاتے تھے۔ جو محمدؐ و آئمہؑ کے مرتبہ کی بزرگی (جلالت) مانتا ہو یا انہیں علوم کائنات کا عالم اور صاحبان معجزہ سمجھتا ہو۔ اور اُن تمام خودساختہ مجتہدانہ عقائد کی بنیاد اس **اِدّعا یعنی غلط دعویٰ** پر رکھتے تھے۔ ''**کہ شیعوں میں غُلو کرنے والے غیر شیعہ لوگ، شیعوں سے پوشیدہ طور پر شیعہ بن کر چھپے ہوئے ہیں**''۔ اور یہ باطل دعویٰ کرنے والے اس قول کے قائل ارباب اجتہاد لوگ اس طرح یہ منشا پورا کرنا چاہتے ہیں کہ وہ پوشیدہ **غالی** گروہ شیعوں میں وہ مذموم روایات پھیلا رہا ہے۔ جن سے محمدؐ اور آئمہؑ کا مطلق معصوم، بھول چوک اور خطا سے بالکل منزہ اور علوم کائنات اور صاحبانِ معجزہ ہونا ثابت ہے۔ **مطلب یہ کہ ایسے تمام محدثین اور راویوں کو غالی اور مفوضہ اور اہل ارتفاع اور خارج از مذہب شیعہ سمجھو ان سے دور رہو اور قم کے مجتہدوں کو حقیقی علمائے شیعہ سمجھو اور آئندہ محمدؐ اور آئمہؑ کو عام انسانوں کی لائن میں کھڑا کردو**۔ اس کے بعد ابو علیؒ بڑے پتہ کی بات بتاتے ہیں کہ منجملہ مندرجہ بالا مجتہدین کے عقائد اور کوششوں کے یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ قدیم علمائے مجتہدین دین کے اصولی عقائد اور مسائل میں بہت مختلف تھے۔ اور اکثر یہ صورت حال پیش آتی رہی ہے کہ ان میں سے بعض مجتہدین ایک عقیدے کی بنا پر کسی شخص کو فاسد العقیدہ اور کافر و غالی اور مفوضہ قرار دیتے تھے۔ لیکن دوسرے مجتہدین کے نزدیک وہی فاسد العقیدہ اور کافر اور غالی اور مفوضہ شخص بالکل پکا مومن قرار پاتا تھا۔ بلکہ ان کے نزدیک وہ عقیدہ رکھنا واجب ہوتا تھا''۔

(6) اس قدیم بیان پر اور قرآن وحدیث کے اطمینان پر ایک مستقل فیصلہ

یہاں یہ کھل کر ثابت ہو گیا کہ شیعوں میں نظام اجتہاد کا مرکز ایران کے شہر قم میں تھا۔اور یہ کہ قم کے مجتہد ہی وہ لوگ تھے۔جنہوں نے **غُلو** اور غالی کا ھوا دکھا کر محمدؐ وآل محمدؐ کے فضائل ومناقب کے خلاف روایات تیار کیں اور شیعوں میں پھیلائیں یہی لوگ حکومت ہائے ایران وعراق کی مدد سے ہمارے علماء کی کتابوں میں وہ اضافے کرتے رہے ۔جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ یہی لوگ تھے۔جنہوں نے علامہ صدوق رضی اللہ عنہ کی کتاب **من لایحضرہ الفقیہ** میں ''ان لوگوں پر لعنت'' کا جملہ بڑھایا جواذانوں اور نمازوں میں۔'' **اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَوَصِیُّ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَخَلِیْفَتَہٗ بِلاَ فَصْل** ''۔کا اعلان کرتے تھے۔یہی وہ کاذب گروہ تھا۔جس نے رسوؐل اللہ کے نماز بھول جانے کی روایات کا اضافہ کیا۔یہی وہ لوگ تھے۔جنہوں نے نماز میں التحیات **للہ** اور اذان میں **الصلوٰۃ خیر من النوم** کو جائز لکھا۔لہٰذا تمام مومنین کو چاہیئے کہ ہر اس مطلب کو غلط سمجھیں اور کھل کر غلط قرار دیں جس میں محمدؐ وآل محمدؐ کی کسی حیثیت سے بھی اور کسی مقدار میں منقصت یا توہین محسوس ہوتی ہو۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ مومنین کے راہنما ایسے مجتہدین مسلسل موجود رہتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ قم کا مرکز تیار کررہا تھا۔تو مومنین کو ہر وہ چیز ترک کر دینا لازم ہے۔ جو اُن مجتہدین کو پسند ہو اور معصومین علیہم السلام اور مومنین کے عقائد کے خلاف ہو۔اور اُن لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق **غالی اور فاسد العقیدہ** قرار دینا چاہیئے مزید تصدیق کیلئے حسب ذیل ملاحظہ ہو۔

(7) شیخ مفیدؒ کا فیصلہ قمی مجتہدین دشمنانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ تھے۔

قال المفید رحمة الله وقدسمعنا حکایة ظاهرة عن ابی جعفر محمد بن الحسن بن الولید لم نجد لها رافعاً للتقصیر وهی ماحکی عنه انه قال فی الغلو نفی السهو عن النبیؐ والامام فان صحت هذه الحکایة عنه فهو مُقَصِّرٌ معه انه من علماء القمیین ومشیختهم وقد وجدنا جماعة وروداً الینا من قُمْ یقصرون تقصیرا ظاهراً فی الدین وینزلون الائمةؑ عن مراتبهم ویزعمون انهم کانوالایعرفون کثیراً من الاحکام الدینیة حتی ینکت فی قلوبهم ورأینا من یقول انهم ملتجیئون فی حکم الشریعة الی الرای والظنون ویدعون انهم من العلماء وهذا هوالتقصیر الذی لاشبهة فیه انتهی (کتاب نفس الرحمان فی فضائل سلمان)

''کہا شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بتحقیق سنا میں نے حکایت ابوجعفر محمد بن الحسن بن الولید کی کہ نہ پایا ان کو کہ رفع کنندہ درباب تقصیر آئمہؑ کے اور ان کا قول ہے۔ کہ جو شخص اعتقاد رکھے کہ نسیان اور سہو آئمہؑ کو نہ ہوتا تھا۔ وہ غالی ہے۔ پس تقصیر ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ علمائے اہل قم ومشائخ میں سے وہاں کے تھے۔ اور ہم نے دیکھا ایک گروہ کو اہل قم سے کہ تقصیر کرتے تھے دین میں اور پست کرتے تھے آئمہؑ کو مراتب عالیہ سے اور گمان کرتے تھے کہ آئمہؑ بھی منجملہ علماء کے تھے۔ کہ بسا احکام دین کو نہ جانتے تھے۔ اور احکام شرع میں رائے اور ظنون سے فتویٰ دیتے تھے۔ یہ تقصیر ہے بے شک''۔ (کتاب مجمع البحرین فی ادلة الفریقین صفحه 801-800)

(الف) اس ترجمہ میں بھی تنگ دامنی عیاں ہے اور لاپرواہی پکار رہی ہے

اصل عبارت میں سہو ونسیان میں مبتلا ہوجانے میں نبیؐ اور امامؑ دونوں کو

رکھا گیا ہے۔ مگر سید صاحب نے ترجمہ میں نبیؐ کو نکال کر جرم کو ہلکا کر دیا ہے۔ ادھر قدیم اور بے ربط اردو بھی مفہوم کو دھندلا اور کمزور کر رہی ہے۔ ہم یوں کہتے ہیں کہ:۔

۔"شیخ مفید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے ایک جانی پہچانی اور بالکل کھلی ہوئی حکایت ابو جعفر محمد بن الحسن بن الولید کے متعلق سنی ہے۔ اور یہ کہ اُس نے اس حکایت کی تردید میں رسوؐل اللہ اور آئمہؑ کے فضائل بھی بیان نہیں کئے تاکہ اس کے اوپر سے محمدؐ و آل محمدؐ کے مرتبہ کو گھٹانے یا تقصیر کرنے کا جرم ہٹ جاتا۔ اور وہ حکایت جو اس (ابو جعفر محمد بن الحسن) کے متعلق مشہور ہے۔ یہ ہے کہ اس کا فتویٰ اور عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص رسوؐل اللہ اور آئمہ معصومین کو بھول چوک اور خطا سے معصوم مانے وہ **غُلُو** کرتا ہے۔ اور غالی ہے۔ اگر یہ حکایت صحیح ہے۔ تو وہ یقیناً محمدؐ و آئمہؑ کے مرتبہ کو گھٹانے والا ہے۔ اور اُس کا قم کے علماء میں سے ہونا اور قم کے علماء کا بزرگ کہلانا قابل صد افسوس ہے۔ اور قم کی ایک جماعت ہمیں ہمارے پاس آ کر ملی ہے۔ جو کھل کر بظاہر دین میں بھی نہایت پست درجہ کا تصور رکھتے تھے۔ اور آئمہ معصومین علیہم السلام کو ان کے مقام بلند اور مرتبہ سے نیچے گراتے تھے۔ اور ان کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ حضراتؑ دین کے بہت سے احکام سے ناواقف رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے دل میں مسئلہ کا جواب نہ پہنچ جائے۔ ہم نے قم کے علماء میں سے ان لوگوں کو بھی دیکھا ہے جن کا اعتقاد یہ تھا کہ آئمہؑ خود بھی شریعت کے احکام دینے میں ظن و قیاس اور رائے و اجتہاد سے کام لیا کرتے تھے۔ اور اہل قم کے علماء یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ آئمہؑ بھی باقی امت کے علماء کی طرح تھے۔ محمدؐ و آل محمدؐ کی منزلت، فضیلت اور مدارج میں کمی

کرنے کی یہ ایسی صورتیں ہیں جن میں شبہ کی گنجائش نہیں ہے''۔

قارئین یہاں یہ نوٹ کرلیں کہ اگر مسٹر ڈھکو یا کوئی اور مجتہد کوئی ایسا بیان لکھے جس میں مندرجہ بالا عقائد کی تائید ہو۔ اوراس بیان کو شیخ مفیدؒ یا کسی اور حقیقی شیعہ عالم سے منسوب کیا جائے۔تو یقیناً وہ ایک فریب ہوگا۔ چنانچہ ڈھکو صاحب نے اپنی کتابوں میں جہاں جہاں اس قسم کے حوالے دیئے ہیں اور کتابوں کے نام لکھے ہیں وہ سب فریب ہے۔ہم شیخ مفیدؒ، شیخ صدوقؒ، محمد یعقوب **کلینیؒ**، علامہ طوسیؒ کے متعلق کوئی ایسی روایت یا بیان یا کتاب تسلیم نہیں کرتے جس میں محمدؐ وآل محمدؐ صلوٰت اللہ علیہم کی توہین ہو یا ان کے فضائل میں کمی یا ان کے درجات کو گھٹانا لکھا ہوا ہو۔ اور شیعہ مجتہدین یہ سب کام کرتے رہے ہیں۔

(1) انہوں نے قدیم ریکارڈ اور کتابوں کو ضائع کیا۔

(2) انہوں نے حقیقی علمائے شیعہ کی کتابوں میں کمی زیادتی کر کے ان کو شائع کرایا۔

(3) انہوں نے خود کتابیں لکھ کر حقیقی علمائے شیعہ کے نام لگادیں۔

(4) انہوں نے غالی۔غُلو اور مفوضہ کے حربے استعمال کیے۔

(5) اوران ہی نے شیعہ راویوں اور محدثین کو بدنام کرنے کیلئے روایتیں گھڑیں۔

اور یہ حقیقت خاص طور پر نوٹ کرلیں کہ آئمہ معصومین علیہم السلام نے جہاں جہاں لفظ **مفوضہ یا غالی وغلات** کی مذمت کی ہے، وہاں ہر جگہ مجتہدوں کی مذمت ہے۔ جو شیعوں کو اور آئمہؑ کو بدنام کرنے کے لئے پبلک میں ایسے عقائد ان کی طرف منسوب کرتے تھے۔ جو عوام کی نظر میں اِسلام کے خلاف تھے۔اور ہم نے اس قسم کے چند لوگوں کا نام بنام ذکر کردیا ہے (نظامِ ہدایت وتقلید)۔اور یہ ہمارے زمانہ

کے شیعہ مجتہدین خود مومنین کے سامنے ہیں۔ان کے عقائد سو فیصد وہی ہیں۔ جو ابھی ابھی حضرت شیخ مفید رضی اللہ عنہ نے قمیوں کے بیان کیئے ہیں۔ہم ان تمام لوگوں پر لعنت کرتے ہیں جو شیعہ کہلاتے ہیں اور محمدؐ وآل محمدؐ کے مقام بلند کو نہیں مانتے اور طرح طرح کے مقدس حیلے بہانے گھڑتے اور شیعوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ہمارے عوام کو محمدؐ وآل محمدؐ صلوٰت اللہ علیہم کے فضائل کو اس حد کے اندر تسلیم کرنے میں کوئی خوف وہراس وتکلف نہیں ہونا چاہیئے، جو خود معصومین علیہم السلام نے قائم کی ہے۔اور جو عقل وقرآن وواقعات وفطرت کے عین مطابق ہے۔ اور وہ حد یہ ہے کہ فرمایا۔

(1) ہمیں مخلوق تسلیم کرو۔ یہ مانو کہ اللہ نے ہمیں پیدا کیا ہمیں تربیت دی علم وفضل عطا کیا۔اور یہ کہ ہم اللہ کے انتہائی مطیع وفرمانبردار بندے ہیں۔اس کے بعد ہمارے متعلق جو بھی ہماری بیان کردہ احادیث میں ہو بلاتکلف تسلیم کرو۔ اور جس طرح دل چاہے ہماری فضیلت میں بیان کرو (قولو اماشئتم)

اور یہ بھی کہ۔

(2) دیکھو اس دنیا میں تم لوگ ایسے اعمال نہ کرنا کہ ہمارے نام پر دھبہ لگے۔اور دیکھو نیکیوں اور اچھائیوں اور دینی اطاعت میں کوئی شخص تم سے سبقت نہ لے جائے۔

(8) مجتہدین کو یہ حدیث سنائیں اور اقرار یا انکار پر مجبور کریں

تمام شیعہ مجتہدین اور باقی دشمنانِ محمدؐ وآل محمدؐ کو خبر کردیں اور مومنینِ مذہبِ حقہ شیعہ اثنا عشریہ کو اور محمدؐ وآل محمدؐ صلوٰت اللہ علیہم سے محبت کرنے والے تمام مسلمانوں کو یہ خوشخبری سنادیں کہ ہم جناب امام محمد تقی علیہ السلام کی بیان فرمودہ اس حدیث پر بھی لفظ بلفظ ایمان رکھتے ہیں۔

عن محمدبن سنان قال: کنت عند ابی جعفر الثانی علیه السلام فاجریت اختلاف الشیعة فقال: یامحمدان اللّٰه تبارك وتعالٰی لم یزل متفرداً بوحدانیته ثم خلق محمداً وعلیاً وفاطمةً ، فمکثواالف دھر،ثم خلق جمیع الاشیاء ،فاشھد ھم خلقھا واجری طاعتھم علیھا وفوض امورھا الیھم،فھم یحلون مایشاؤن ویحرمون مایشاؤن ولن یشاؤا الاان یشاء اللّٰه تبارك وتعالیٰ ثم قال: یامحمد ھٰذه الدیانة التی من تقدمھا مرق ومن تخلف عنھا محق ومن لزمھا لحق،خذھاالیك یامحمد ۔

(ظفری جلد1 صفحہ 545 تا546)(کافی کتاب الحجة باب مولدالنبیؐ جلداول صفحہ 441)

جس میں محمد بن سنان کہتے ہیں کہ:۔''میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں شیعوں کا اختلاف بیان کیا تو فرمایا کہ اے محمدؐ بن سنان حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برابر تنہا ویگانہ موجود رہتا چلا آیا تھا۔ پھر اس نے محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ کو پیدا کیا۔اس تخلیق کے بعد ہزارہا زمانے گذرتے رہے تب جاکر باقی چیزوں کو پیدا کیا اور محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ کو ان اشیاء کی تخلیق میں اُن پر شہادت دینے والا بنایا اور پوری کائنات کی تمام مخلوق پر محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ کی اطاعت کرنے کا حکم جاری کیا۔اور تمام مخلوق کے تمام معاملات محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ کو سپرد کردیئے۔چنانچہ اس اطاعت اوراس سپردگی کی بنا پر محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ مخلوق پر جس چیز کو چاہتے ہیں اسی وقت سے کھولتے اور عمل میں آزادی دیتے اور جس چیز کو چاہتے ہیں اس سے روکتے اور پابندی عائد کرتے چلے آرہے ہیں۔اور یہ کہ محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ اللہ کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں چاہتے۔ وہی کچھ چاہتے ہیں جو اللہ چاہتا اور پسند کرتا ہے۔یعنی محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ کے تصورات وخیالات واقوال واعمال اللہ کے ارادہ،مشیت،پسند اور مقاصد کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔اور یہ ناممکن ہے کہ

ان سے کوئی خلاف ورزی ظہور میں آئے۔اے محمد بن سنان یہ ہی وہ دیانت دارانہ عقیدہ ہے۔کہ جوکوئی اس سے آگے بڑھے وہ دین سے بچھڑ گیا (یعنی غالی ہوگیا) اور جو کوئی اس عقیدہ سے پیچھے رہ جائے (شیعہ مجتہد بن جائے) وہ دین کی فہرست سے مٹ کر تباہ ہوگیا۔اور جس نے اس عقیدہ کو اپنے اوپر واجب ولازم کرلیا وہ ہم سے اور اللہ سے ملحق ہوگیا۔اے محمد بن سنان تم اس عقیدے پر قائم رہو"۔ مطلب یہ کہ قم کے مجتہدوں کے پیدا کردہ اختلاف کی قطعاً پرواہ نہ کرو۔ وہ اپنی دشمنی اور نظام اجتہاد کی حمایت میں غالی ہیں اور دین اِسلام میں مقصر اور جہنمی ہیں۔ان کو راہِ راست اور کسی بھی مذہب سے کوئی تعلق نہیں وہ دشمنانِ خدا اور رسولؐ اور دشمنانِ انسانیت ہیں۔

....